دوسری قسط

نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

مولانا ڈاکٹر صلاح الدین ثانی (فاضل جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن)

نئے عالمی نظام کی وضاحت ان گول مول بیانات سے نہیں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کسی نے کہا نیا عالمی نظام نام ہے عالمی مارکیٹ پر کنٹرول کا۔ (۴۲) ڈاکٹر اسرار صاحب نے لکھا یہ یہودیوں کا نیو ورلڈ آرڈر ہے۔ (۴۳) چومسکی نے کہا مطلب ہے ہم تمہارے آقا ہیں تم ہمارے بوٹ صاف کرو۔ (۴۴) پروفیسر خورشید کے بقول اس کا ہدف امریکہ کی بالادستی ہے، معاشی اعتبار سے جرمن وجاپان پر اور نظریاتی اعتبار سے اسلام اور اسلامی تحریکات پر۔ (۴۵) امجد حیات ملک کے بقول نام ہے جمہوریت انسانی حقوق اور آزاد معیشت کا۔ (۴۶) صفدر محمود کی رائے ہے یہ نام ہے مائٹ از رائٹ کا یعنی جس کی لاٹھی اسی کی بھینس اور یہ سارے کام اب اقوام متحدہ کے اسٹیج سے لئے جائیں گے۔ (۴۷) پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے اس کا مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھا ہے اس سے مراد امریکہ کی وہ خارجہ پالیسی ہے جس کے تحت وہ پوری دنیا کے نظام کو اپنے فوجی، سیاسی اور اقتصادی مفادات وترجیحات کے تابع بنانا چاہتا ہے تاکہ وہ عرصہ دراز تک اپنی سرمایہ داریت اور استحصالیت کو تحفظ دے سکے۔ (۴۸) ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے نیو ورلڈ آرڈر کے چھ اہم نکات بیان کئے ہیں، اگرچہ وہ ان کی بنیاد کی وضاحت نہیں کر سکے ہیں۔ لکھتے ہیں:

﴿۱﴾۔ دنیا کے ہر ملک کو اپنی موجودہ جغرافیائی سرحدوں کے دفاع کے لئے جتنی فوج درکار ہے اسے صرف اتنی فوج اور دفاعی قوت رکھنے کی اجازت دی جائے۔ ﴿۲﴾۔ کسی بھی ملک کو اپنی دفاعی اور فوجی قوت بڑھانے کے لئے اقوام عالم کی رضامندی لینا لازمی ہوگا۔ یعنی اقوام عالم کے باہمی مشورے اور رضامندی کے ساتھ ہر ملک کو اپنی قوت بڑھانے اور شو آف پاور کی اجازت ہونی چاہئے اور کسی ملک کو آزادانہ طور پر اپنی فوجی قوت کو پراجیکٹ کرنے اور بڑھانے کی اجازت نہ ہو۔ ﴿۳﴾۔ ایٹمی ہتھیار ممکنہ حد تک ختم کردیئے جائیں کہ یہ دنیا کی تباہی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ یعنی ایٹمی طاقت لوگوں کے ہاتھوں اور حکومت کے ہاتھوں میں نہیں ہونی چاہئے۔ ﴿۴﴾۔ کسی ملک میں سیاسی دائرہ کار سے متعلق کسی قسم کی تبدیلی، باضابطہ اور سیاسی طریقوں یعنی جمہوری طریقوں سے ہٹ کر نہ لائی جائے، یعنی ان طریقوں سے ہٹ کر کسی ملک کے اندر سیاسی جغرافیائی سرحدوں اور اس کے نظام میں تبدیلی نہ لائی جائے۔ یعنی ان کی مراد ہے کہ ملکوں میں جمہوری اقدار کو فروغ دیا جائے۔ ﴿۵﴾۔ حکومتوں کے جو طریقہ کار بدلتے ہیں یعنی پارلیمانی نظام ہوگا یا صدارتی نظام ہوگا۔ تو ان طریقہ کار کو بدلنے کے بارے میں حکمران طبقہ یا کوئی اور طبقہ اپنی مرضی سے فیصلہ نہ کرے، بلکہ اس کا فیصلہ عوام کی مرضی سے کیا جائے گا۔ ﴿۶﴾۔ تجارت کی بین الاقوامی مارکیٹیں اور مراکز اور کالونیوں پر کسی کا تسلط نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ان میں ہر ایک کو آنے جانے کی اجازت ہونی چاہئے اور اس میں فیصلہ کن حیثیت اقوام کی بین الاقوامی مرضی کو حاصل ہو۔ یعنی ان کی مرضی ہے کہ اس بارے میں فیصلے بین ا ... طح پر ہوں۔ (۴۹)

نیو ورلڈ آرڈر کے اہم نکات کا تنقیدی جائزہ: میرے خیال کے مطابق نیو ورلڈ آرڈر میں مندرجہ بالا تمام خدشات ونکات شامل ہیں اور اسکی تصدیق امریکہ کی قومی سلامتی کونسل کی رپورٹ سے ہوتی ہے، جس کا خلاصہ دو اقساط میں وائس آف امریکہ نے ۶ مارچ ۱۹۹۱ء کو جاری کیا تھا۔ (۵۰) نیو ورلڈ آرڈر کا اس سے زیادہ صحیح مفہوم کسی اور جگہ سے نہیں مل سکتا۔ اہم نکات کے ساتھ تنقید بھی ہمراہ پیش خدمت ہے۔

ا۔ امریکہ جو کہ واحد سپر پاور ہے اس کا دائرہ وسیع ہونا چاہئے۔ یعنی وہ ممالک جو پہلے غیر وابستہ تھے یا روس کے ماتحت تھے، انہیں امریکہ کے زیر نگیں آنا چاہئے، نیٹو میں وسطی ایشیا کے ممالک کی شمولیت اسی آرڈر کا حصہ ہے۔ ۲۔ عراق کی طرح کوئی ملک اتنا طاقتور نہ بنے جو علاقائی امن یا امریکہ کے لئے چیلنج ہو۔ تاکہ کوئی دوسرا ملک سپر پاور نہ بنے۔ ۳۔ خلیجی ممالک (عرب) کے پاس کتنی دفاعی قوت ہونی چاہئے یہ امریکہ کی مرضی پر موقوف ہے اور امریکہ اسے چیک کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ۴۔ عرب واسلامی ممالک کو روایتی ہتھیار کے مکمل پارٹس نہ دئے جائیں جو دیا جائے وہ بھی کم درجہ کا ہو، اور غیر روایتی (یعنی ایٹمی) اسلحہ بالکل نہ دیا جائے اور مغربی عسکری ماہرین نگرانی کریں گے۔ مکمل پارٹس نہ ملنے کے سبب متعلقہ ملک ہر وقت مدد کے لئے مجبور رہے۔ جب آنکھیں دکھائے اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور

کیا جائے اور ایٹمی اسلحہ کے بغیر کوئی ملک امریکہ کے مد مقابل نہیں آسکے گا، پھر یہ کے نگرانی کے ذریعہ ان صلاحیتوں کو اسے خود بھی حاصل کرنے کا موقع نہیں دیا جائے۔ ۵۔ مسلم ممالک کے دو دو تین تین ممالک پر مشتمل مشترکہ فوج تشکیل دی جائے۔ تاکہ کسی ملک کی فوجی پیش رفت خفیہ نہ رہے اور نفاق ڈال کر مقاصد حاصل کئے جاسکیں، فوج مسلمانوں کی ہو حکم امریکہ کا چلے۔ ۶۔ مسلم ممالک کی مدد سیاسی فیصلوں سے مشروط ہوں۔ اور مدد کا خوب پروپیگنڈا کیا جائے۔ یعنی مدد کر کے ان کے سیاسی فیصلوں پر اثر انداز ہوا جائے اور مدد بند کرنے کی دھمکی کے ساتھ بلیک میل کیا جاسکے، پروپیگنڈا کر کے عوام کو ہمنوا بنایا جاسکے۔ ۷۔ عرب ممالک کا نظام حکومت تبدیل کیا جائے اور مغرب کے تعلیم یافتہ افراد کو ان کا حکمران بنایا جائے، حافظ الاسد جیسے افراد کو مرد آہن بنایا جائے۔ مغرب کے تعلیم یافتہ با آسانی ایجنٹ بن جائیں گے، اس لئے یہ تجویز دی ہے۔ حافظ الاسد جو اپنے عوام کا قاتل ہے اور اپنی امل ملیشیا کے ذریعہ فلسطینیوں کا قتل عام کرواتا رہتا ہے اس جیسے آمر ایجنٹ امریکہ کو ہمارے لئے پسند ہیں، جبکہ جمہوریت کا مدعی ہے۔ ۸۔ اخوان المسلمین کو کچلا جائے، تحریک انتفاضہ کو میڈیا میں جگہ نہ دی جائے۔ کچلنے کے لئے دنیا بھر کی مسلمانوں کی آزادی کی تحریکوں کو دہشت گرد قرار دے دیا گیا ہے۔ فلسطینیوں کے قتل عام کی کھلی اجازت دے دی گئی ہے۔ ۹۔ مسلم عوام کو ایسے مسائل میں مشغول کر دیا جائے جو ان کی طاقت کو ختم کرتا ہو۔ مثلاً فرقہ واریت پھیلائی جائے۔ ایسے مضامین کو پھیلایا جائے مثلاً ایم بی اے وغیرہ تاکہ سائنس و ٹیکنالوجی حاصل کر کے کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ ۱۰۔ اسلامی شرعی قوانین جہاں جہاں نافذ ہیں انہیں ختم کرایا جائے اور علماء کا اثر ختم کیا جائے۔ یہی وجہ ہے سوڈان، افغانستان، پاکستان، ایران، سعودی عرب پر عالمی دباؤ بڑھایا جارہا ہے اور عوامی مہم کو فروغ دیا جارہا ہے۔ دینی مدارس اور علماء کے خلاف میڈیا کے ذریعہ مہم چلائی جارہی ہے کہ یہ سب دہشت گرد ہیں اور ادارے اڈے ہیں۔ انڈونیشیا کے عالم کی گرفتاری اسی کی کڑی ہے۔ ۱۱۔ ذرائع ابلاغ سے علماء کو ہٹایا جائے، تاکہ علماء کے عوامی رابطہ واثرات کو محدود کیا جاسکے، اور جو برائے نام تبلیغ اسلام کا کام ہوتا ہے وہ ختم ہو جائے۔ ۱۲۔ مذہبی افراد کو حساس مناصب نہ دیئے جائیں۔ تاکہ متعلقہ اداروں میں امریکہ جو چاہے کرے، کوئی راز فاش کرنے والا نہ ہو، غالباً یہی وجہ ہے افغانستان پر حملہ کے وقت پاکستانی فوج کے اہم ترین دو جرنیلوں کو سب سے پہلے نشانہ بنایا گیا۔ ۱۳۔ اسلام پسندوں کو تعلیمی وسائل سے دور رکھا جائے۔ تاکہ تعلیم کے ذریعہ سیکولر افکار کو فروغ دیا جاسکے، پاکستان ڈی نیشنلائیزیشن کا سلسلہ اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ آج تمام یورپی قوتیں ٹیکنالوجی کے فروغ یا اعلیٰ تعلیم میں مدد نہیں دے رہیں، بلکہ ہمارے ملک کی پرائمری تعلیم اور نصاب تعلیم پر ساری توجہ مرکوز کر رکھی ہے تاکہ بقول اکبر الہ آبادی۔

یوں بچوں کے قتل سے وہ بدنام نہ ہوتا　　　افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

۱۴۔ اسلام پسندوں کو رفاہی ادارے قائم نہ کرنے دیئے جائیں۔ تاکہ وہ لوگوں کو خدمت کے ذریعہ اسلام کی طرف مائل نہ کر سکیں، اور مظلوموں کی مدد نہ کر سکیں، یہی وجہ ہے امریکہ نے دنیا بھر میں معروف مسلم رفاہی تنظیموں پر القاعدہ کا ساتھ دینے کا الزام لگا کر ان کی پراپرٹیاں ضبط کر لی ہیں اور کام کرنے پر پابندی لگا دی ہے، جس میں پاکستان کے الاختر ٹرسٹ اور الرشید ٹرسٹ شامل ہیں۔ ۱۵۔ خلیجی ممالک میں پاکستان بنگلہ دیش اور دیگر مسلم ممالک سے مزدور نہ لینے دیئے جائیں، بلکہ غیر مسلموں کو ان ممالک میں مزدور رکھا جائے تاکہ یہ عربوں کی دولت مسلمانوں کے پاس نہ جائے، غیر مسلموں کے پاس منتقل ہو۔ اسی لئے امریکہ نے اپنے و دیگر یورپین ممالک میں رجسٹریشن وغیرہ کے نام پر اپنی زمین مسلمانوں پر تنگ کرنی شروع کر دی ہے، تاکہ پاکستان و مسلم ممالک میں زرمبادلہ نہ پہنچے اور غیر مسلموں کے توسط سے ان ممالک میں زناکاری، شراب و منشیات کا با آسانی فروغ ہو سکے۔ ۱۶۔ اسلامی تحریکات کے اندر اختلافات کے بیج بوئے جائیں مثلاً یہ سوالات اٹھایا جائے فلاں بنیاد پرست ہے، فلاں اخوانی ہے، اور فرقہ واریت کو فروغ دیا جائے، تاکہ اسلام بدنام ہو اور مسلمانوں میں انتشار و افتراق کو فروغ حاصل ہو اور مسلمان متحد ہو کر امریکہ کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکے۔ ۱۷۔ تیل پر کنٹرول حاصل کیا جائے۔ عراق پر حملہ کی تیاری کے یہی مقاصد ہیں۔ تیل عرب ممالک میں نکلتا ہے لیکن اس کی قیمتیں غیر مسلم ممالک مقرر کرتے ہیں، یہ دراصل کنٹرول ہی ہے۔ ۱۸۔ عرب کے سرمایہ کو ایک بینک قائم کر کے کنٹرول کیا جائے اور یہ دولت دوبارہ عرب میں جانے سے روکنے کی کوشش کرنا چاہئے، تاکہ دیگر عرب خوش حال نہ ہوں اور دولت مغرب منتقل ہوں۔ نیو ورلڈ آرڈر کا چہرہ چند نئی خبروں کی روشنی میں مزید واضح ہو جاتا ہے۔ امریکی انتظامیہ نے ایک متنازع پالیسی کی منظوری دی ہے، جس کے تحت امریکہ بیرون ملک اغواء کئے جانے والے امریکی شہریوں کی رہنمائی کے لئے کارروائی کرے گا، اور ضرورت پڑنے پر فوجی ایکشن بھی لے گا، امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کے مطابق یہ پالیسی کلنٹن دور میں تیار ہوئی تھی، اب بش نے اس کی منظوری دے دی ہے۔ گویا امریکہ دنیا کے ہر ملک میں براہ راست دخل اندازی کرے گا۔ (۵۱) امریکی قومی سلامتی کی رپورٹ کے مطابق عمل درآمد کرنے کے لئے امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون نے غیر ملکی میڈیا کو غلط اور جھوٹی معلومات فراہم کرنے کے لئے ایک ادارہ (آفس آف دی اسٹریٹیجک انفلوئنس) قائم کر دیا ہے تاکہ اسلامی

ممالک میں عوامی آراء کو امریکہ کے حق میں موڑا جائے۔(۵۲)

امریکی مستشرق برنارڈ لیوس، ڈینیل پائیس، مارٹن کیمر، ولیم ہنگٹن اور پیری ملر وغیرہ آج کل پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ عالم اسلام مجموعی طور پر مغرب کی ترقی اور جدیدیت کا مخالف ہے۔ مسلمان چونکہ مغربی نہیں ہو سکتے، اس لئے اچھے بھی نہیں ہو سکتے۔(۵۳) ناٹو کے سابق سیکریٹری نے کہا کیمونزم کے بعد اب اسلام ہمارا عالمی دشمن ہے۔(۵۴) نیو ورلڈ آرڈر کا اثر ہے پاکستانی صدر واشنگٹن میں بیان دیتے ہیں میں لبرل ہوں۔(۵۵) کچھ مدح خوانوں نے تاویل کی مقصد ہے میں لبرل مسلمان ہوں، لیکن امریکی صدر چین گئے تو انہوں نے کہا I am a Christian میں کرسچن ہوں۔(۵۶) گویا انہوں نے چین کے صدر کو پیغام دیا آپ اپنے ملک کے صرف چند افراد کی نمائندگی کرتے ہیں اور میں دو ارب عیسائی عوام کا نمائندہ ہوں، اس لئے نیو ورلڈ آرڈر بھی میرا ہی چلے گا، آپ کا نہیں، آپ میری ہر خواہش کے آگے سرانڈر ہو جائیں۔ معروف صحافی رابرٹ فکس (Robert Fiks) نے صحیح لکھا ہے افغانستان پر امریکی حملہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے نہیں بلکہ امریکی مفادات اور اس کی توسیع پسندانہ عزائم میں آڑے آنے والی قوتوں کو ختم کرنا ہے۔

نیا عالمی نظام اور عالمی دہشت گردی: نئے عالمی نظام کے تمام نکات کا ایک مقالہ میں تفصیل سے جائزہ لینا ممکن نہیں ہے، البتہ نئے عالمی نظام کے ظہور سے آج تک جو پہلو زیادہ نمایاں ہوا ہے وہ دہشت گردی ہے، ساری دنیا امریکہ کو دہشت گرد کہہ رہی ہے، امریکہ اور بعض قوتیں مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہیں، کچھ قوتیں جو اپنے کو لبرل کہتی ہیں، انہوں نے بھی یہ موقف اپنایا ہوا ہے کہ ہر مسلمان دہشت گرد نہیں ہے، لیکن ہر دہشت گرد مسلمان ہے، آیئے جائزہ لیتے ہیں دہشت گردی کیا ہے؟ کہاں سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔

لفظ دہشت اور دہشت گردی کی بنیاد کیسے پڑی؟ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ انقلاب فرانس کے بعد ۱۷۹۳ء اور ۱۷۹۴ء میں دہشت گردی کی کارروائیوں کا باقاعدہ آغاز ہوا جس کی بنیاد RegimeDe La Terreur نامی تحریک نے رکھی، جس کا بانی رابسی پرے تھا۔ جبکہ تحریک کی دو ذیلی تنظیمیں Gordellios اور Girondins بھی تھیں۔ ۱۷ ستمبر ۱۷۹۳ء کو فرانس میں مشکوک افراد سے متعلق قانون کی منظوری کے بعد Terreur تحریک نے پر تشدد کارروائیوں کا آغاز کیا اور بڑے پیمانے پر قتل و غارت گری کی گئی۔ Terreur تحریک کی دہشت گردانہ کارروائیوں کے نتیجے میں Terreur کا لفظ بطور دہشت گرد سمجھا جانے لگا جسے ۱۷۹۶ء میں پہلی مرتبہ فرانس کی ڈکشنری میں شامل کیا گیا۔ ابتداء میں اسے مثبت معنوں میں لیا گیا، لیکن ۱۷۹۸ء میں شائع ہونے والی فرانسیسی ڈکشنری میں اس کے معنی دہشت اور Terrerim سے مراد دہشت گردی کے لئے گئے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ تحریک شدہ واقعات کے مطابق ۶۶ء میں پہلی بار جس گروہ نے دہشت گردی کی کارروائیوں کا آغاز کیا وہ کوئی مسلمان گروہ نہیں بلکہ انتہا پسند گروپ تھا، سکوئی نامی اس یہودی فرقے نے فلسطین میں دہشت گردی کی کارروائیوں کا آغاز کیا۔

۶۶ سے ۷۳ء تک جاری رہنے والی دہشت گردی کی کارروائیوں میں اس گروہ نے چھوٹی سی تلوار کی طرح کا ایک مخصوص ہتھیار استعمال کیا، جسے Sica کہا جاتا ہے۔ اس حوالے سے اس فرقے کا نام سکوئی پڑ گیا، اس ہتھیار کو پر ہجوم جگہوں پر اچانک استعمال کیا جاتا اور بعد ازاں حملہ آور بھگدڑ میں خود بھی روپوش ہو جاتا، ان یہودیوں نے عیسائی عبادت گاہوں کو نذر آتش کیا اور قیصر روم کے خلاف بغاوت کے لئے دہشت گردی کی کارروائیاں کی گئی، حتی کہ یروشلم کو پانی فراہم کرنے والی لائنوں کو بھی تباہ کیا گیا۔ سترہویں سے اٹھارویں صدی تک یورپ میں بادشاہوں کے خلاف بغاوت کرنے والوں نے بھی چھوٹی موٹی دہشت گردی کی کارروائیاں کیں جن میں مسلمان کہیں ملوث نہیں تھے۔ امریکہ میں ابھرنے والی مزدوروں کی تحریک ملی، گرے نے ۱۸۷۰ء سے ۱۹۱۰ء تک دہشت گردی کی بڑی کارروائیاں کیں۔

۱۸۸۶ء میں تاریخ کا پہلا بم دھماکہ ۱۹۰۵ء میں گورنر اسٹائن برگ کا قتل، ۱۹۱۰ء میں لاس اینجلس ٹائمز بلڈنگ میں بم دھماکہ اس کی مثالیں ہیں، اس عرصے میں زار روس کے خلاف مارزوف کی سربراہی میں بننے والی تنظیم Noro da Naya Volva نے دہشت گردی کی بڑی کارروائیاں کیں۔ ۱۹۰۱ء میں بننے والی ایک اور روسی تنظیم Boevaya نے سرکاری وزراء کے قتل سمیت متعدد کارروائیاں کیں۔ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۱ء تک اس تنظیم نے ۲۰۰ سے زائد بڑی کارروائیاں کیں۔ جن میں روسی گورنروں اور بوسنگی، بگڑالوچ، وزیر داخلہ بلیف کے قتل سمیت اوپیرا ہاؤس پر حملہ بھی شامل ہے۔ ۱۸۹۰ء سے ۱۹۱۴ء تک یورپ میں بھی دہشت گردی عروج پر رہی۔ ۱۸۸۱ء میں بننے والی انارکسٹ انٹرنیشنل نے ۱۸۹۳ء میں فرانس میں رہائشی گھروں کو بم سے اڑا دیا۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہوگا کہ فدائی حملوں کی بنیاد بھی ۱۸۹۴ء میں اسی تنظیم نے چیمبر آف ڈپٹیز میں خود کش بم دھماکے سے ڈالی۔ فرانسیسی صدر کارنٹ اور اسپین کے وزیر اعظم انتونیو کارنواس، آسٹریلیا کی فرمانروا ملکہ الزبتھ، اٹلی کے بادشاہ امرتو دہشت گردی کی کارروائیوں کی بھینٹ چڑھے۔ چین میں بھی جوئے بازوں اور اسمگلروں کی سرپرستی میں بننے والی

Boxer Relelliom نامی تنظیم نے دہشتگردی کی کارروائیوں کیں۔(۵۸)

امریکہ نے خود ۱۳۰ ممالک میں مختلف اوقات میں مداخلت کی۔(۵۹) عبدالمجید ساجد نے (۶۰) ماہنامہ ساحل نے (۶۱) اور ولیم بیلم نے اپنی کتاب روگ سٹیٹ (۶۲) اور چومسکی نے (۶۳) اپنی کتاب میں امریکی دہشت گردی اور مختلف ممالک میں مداخلت کی ۱۸۸۹ء تا ۲۰۰۲ء تک مکمل فہرست پیش کی ہے، جسے پڑھنے کے بعد چومسکی کے الفاظ بالکل صحیح معلوم ہوتے ہیں، جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہے۔(۶۴) امریکہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا واحد رکن ہے، جس نے تنہا دو تہائی قرار دادیں ویٹو کیں، باقی کا پچاس فیصد برطانیہ نے استعمال کیا (دونوں ممالک نے ۸۰ فیصد ویٹوز استعمال کئے۔)(۶۵) گویا انہوں نے ہمیشہ دیگر اقوام سے طاقت کی زبان میں بات کی ہے، مساوات کی بنیاد پر نہیں یہی وجہ ہے، امریکہ کی دہشت گردی کے جواب میں دنیا بھر میں دہشت گردی کی لہر چل پڑی ہے، اس نظام کی ناکامی کا اس سے بڑھ کر بھلا اور کیا ثبوت چاہئے، لیکن امریکی صدر وا سٹیبلشمنٹ آج بھی اپنی عوام کو غلط رہنمائی کر رہے ہیں۔ جس کا ثبوت جارج بش کا یہ بیان ہے:

> Americans are asking: Why do they (terrorists) hate us) they hate what we see right here in this chamber, a democratically elected government. Their leaders are self-appointed. They hate our freedoms, our freedom of religion, our freedom of speech, our freedom to vote and assemble and disagree with each other.(66)

امریکی پوچھ رہے ہیں کہ وہ (یعنی دہشت گرد) ہم سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟ انہیں اصل میں اس چیز سے نفرت ہے جو آج اس ایوان میں انہیں دکھائی دے رہی ہے اور یہ ایک جمہوری طور پر منتخب حکومت ہے۔ ہمارے مخالفین کے لیڈر اور حکمران منتخب نہیں ہوتے اپنے آپ کو خود حاکم بنالیتے ہیں۔ دہشت گردوں کو ہمیں حاصل آزادیوں سے نفرت ہے۔ ہماری مذہبی آزادی سے نفرت ہے، ہماری آزادی اظہار سے نفرت ہے، ہمیں ووٹ دینے اور ایک جگہ جمع ہو کر بات کرنے اور ایک دوسرے سے اختلاف کرنے کی جو آزادی ہے ہمارے مخالفین اس سے نفرت کرتے ہیں۔

ولیم بیلم کے بقول خود امریکہ دہشت گردوں کی جنت کہلاتا ہے۔ امریکہ میں جو دہشت گرد تنظیمیں موجود ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں: ﴿۱﴾۔ آرین نیشنز Aryan Nations، ﴿۱﴾۔ بلیک لبریشن آرمی Black Libration Army، ﴿۳﴾۔ کرسچن پیٹریوٹس ڈیفنس لیگ Christian Patriots Defence League، ﴿۴﴾۔ کووینٹ، دی سورڈ اور آرم آف لارڈ۔ C.S.A، ﴿۵﴾۔ جیوش ڈیفنس لیگ Jwesh Defence League، ﴿۶﴾۔ کوکلس کلان Kukluxklan، ﴿۷﴾۔ میچیٹروس Macheteros، ﴿۸﴾۔ موو Move، ﴿۹﴾۔ نیونازی Neo Nazis، ﴿۱۰﴾۔ نیو ورلڈ لبریشن فرنٹ New World Libration Front، ﴿۱۱﴾۔ اومیگا ۷۔ Omega-7، ﴿۱۲﴾۔ دی آرڈر Theorder، ﴿۱۳﴾۔ پوسے کومیٹیٹس Posse comititus، ﴿۱۴﴾۔ پورٹوریکن آرمڈ فورسز آف دی ریوولوشن Puerto Riccan Armed Forces the Revolution، ﴿۱۵﴾۔ اسکن ہیڈز S Kin Heads، ﴿۱۶﴾۔ سیمبیونیز لبریشن آرمی Sembionese Libration Army، ﴿۱۷﴾۔ یونائٹیڈ فریڈم فرنٹ United Freedom Front، ﴿۱۸﴾۔ ویدر انڈر گراؤنڈ Weather Under ground(۶۷)۔

جس ملک میں خود اتنی دہشت گرد تنظیمیں ہوں اور وہ انہیں کنٹرول نہ کرپائے وہ دنیا سے دہشت گردی کیا ختم کرے گا۔ امریکی اسکالر چومسکی نے کیا خوب لکھا ہے، کہتا ہے:

گیارہ ستمبر سے دنیا کی تاریخ تبدیل ہوگئی ہے، امریکہ کے خلاف پہلی بار اسلحہ اٹھایا گیا ہے۔ یقیناً گیارہ ستمبر کا حملہ ایک ظالمانہ اقدام تھا۔ لیکن غیر معمولی ہرگز نہیں تھا۔ برسوں سے دنیا اس سے کہیں زیادہ مظالم کا سامنا کر رہی ہے۔ امریکہ اور یورپ جسے چاہیں حملوں کا نشانہ بنائیں مگر وہ چاہتے تھے کوئی ان پر حملہ نہ کرے یہ امریکہ کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ بندوقیں ان کی سمت سیدھی کی گئی ہیں، یقیناً یہ تاریخ کا ایک ڈرامائی موڑ ہے۔(۶۸)

کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں   آنے والے دور کی دھندلی سی ایک تصویر دیکھ

نئے عالمی و قومی نظاموں کی ماخذ کا تنقیدی جائزہ: انسانی عقل خدائی تدبیر و حکمتوں کے سامنے انتہائی حقیر ہے اس لئے انسان کتنی ہی سوچ و بیچار بحث و تحقیق کے بعد کوئی نظریہ ترتیب دے وہ یقیناً ناقص ہوگا اس لئے کہ عقل ناقص سے کل وجود میں نہیں آسکتا، عقل کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اسی کا دیا ہوا

قانون فطری تقاضوں کے مطابق ہو سکتا ہے۔اس نقطہ نظر سے جب ہم اقوام عالم کے قوانین کا جائزہ لیتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے جس قانون کی بنیادیں ہی کمزور ہوں وہ کیسے امن انصاف اور مساوات فراہم کرے گا۔ پروفیسر کیانی لکھتے ہیں: برطانوی آئین کے ماخذ درج ذیل ہیں: (Sources of the British constitution) ﴿۱﴾۔عدالتی فیصلے (Judicial Decisions)، ﴿۲﴾ پالیمانی قوانین (Statutes)، ﴿۳﴾ عام قانون (The Common Law) اس کی اصل بھی رواج ہے۔ ﴿۴﴾ دستوری رواج یا روایات (Customs or conventions) گویا یہ رواج زدہ آئین ہے۔Don vention Ridden (۶۹)

مولانا اسحٰق سندیلوی مرحوم مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

﴿۱﴾۔ طبعی قوانین یعنی حیوانی جبلتوں کی بنیاد پر قانون بنانا اس میں طاقت کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے جو کہ غلط ہے۔ ﴿۲﴾۔رسم و رواج (Convention) یہ بھی دراصل حیوانی جبلت کی بنیاد پر ہے،اس میں عادات کو دخل ہے،اس میں بھی حیوانات سے مشابہت ہے، جیسے پرندے ہر سال سائبریا سے مخصوص موسم میں سفر کرتے ہیں، مخصوص مراکز پر اترتے ہیں، مخصوص ایام میں واپس چلے جاتے ہیں،انسانوں میں رواج کی ابتداء عموماً اجتماعی نہیں شخصی بنیادوں پر ہوتی ہے، پھر لوگ اس کی اتباع کرنے لگتے ہیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کی عقل پرستی متاثر ہوتی ہے۔ جیسے بیوہ کی شادی نہ کرنے کا رواج رسم ستی۔ ﴿۳﴾۔ماحول: یعنی کوئی ایسا عمل جس کی بنیاد نہ ہو لیکن جو اسے کرے اسے مطعون کیا جائے، جیسے عقد بیوگان کی ہندوؤں میں بھی بنیاد نہیں ہے، لیکن مسلمانوں میں تھی، لہٰذا رجحان پیدا ہوا بالآخر ہندوؤں نے اپنی پارلیمنٹ سے قانون منظور کروایا۔اس کا رواج صرف جذباتی بنیاد پر تھا۔(۷۰)

ہر عقل مند واقف ہے طبعی جبلتیں رواج، یا ماحول ہر جگہ کے جدا جدا ہوتے ہیں،ایک رواج ایک علاقہ میں فخر کا باعث ہوتا ہے تو دوسرے علاقہ میں اسے اہانت آمیز تصور کیا جاتا ہے۔لہٰذا علاقائی بنیادوں اور حالات سے متاثر ہو کر بننے والا قانون ساری دنیا کے لئے ورلڈ آرڈر نہیں بن سکتا۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کے ماخذ: اس کے مقابلہ میں اسلام کے قوانین کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں اور نہ ان قوانین کی طرح ہیں جو کسی مخصوص علاقہ کے لئے بنے ہوں، پھر اس کا سب پر اطلاق کیا گیا ہو، بلکہ اسلامی قانون کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، پھر نبی کی سنت ہے۔اس کے بعد اجماع امت ہے، آخر میں قیاس ہے، جس میں ابتدائی تینوں مصادر کو پیش نظر رکھ کر نیا حکم عقل کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے۔اور یہ قوانین آغاز سے آج تک ساری انسانیت کے لئے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے اسی کی پیروی میں ہی ساری انسانیت کی نجات ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اسے "عالمی نظام" بنانے کے لئے جدوجہد کریں، بقول علامہ اقبال۔

پابندی تقدیر کہ پابندی احکام؟ — یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مرد خردمند
اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر — ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش، ابھی خورسند
تقدیر کے پابند نباتات جمادات — مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم لکھتے ہیں: رسول اکرم ﷺ کی دس سالہ مدنی زندگی اسلامی انٹر نیشنل لاء کے اکثر قواعد کو معین و مدون کرنے کا باعث بنی۔ چنانچہ جب اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں لکھی جانے لگیں تو مسلم مصنفین حسب معمول پہلے قرآن کریم کی طرف دیکھتے اور قرآنی آیات کا ذکر کرتے ورنہ رسول اکرم ﷺ کے عمل کو زیر بحث لاتے۔یہ اسلامی انٹر نیشنل لاء حضور اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کے دور سے تعلق رکھتا تھا۔(۷۱)

ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم "قانون بین الممالک" میں لکھتے ہیں: عربوں نے احکام، نظائر اور رواج وغیرہ کو مدون کر کے اس قانون کو نہ صرف بڑی ترقی دی بلکہ پہلی صدی ہجری کے اواخر میں اسے ایک مستقل اور علیحدہ فن بنا دیا۔ عربوں نے اس قسم کے قانون (انٹر نیشنل لاء) کو سیر یعنی برتاؤ کا نام دیا۔ابن ہشام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ عہد نبوی ﷺ ہی سے کم از کم جنگ میں برتاؤ کے متعلق مستعمل کیا جانے لگے تھا۔اور ابن حبیب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ نہ صرف جنگ بلکہ امن کے زمانہ میں بھی غیر ممالک کے ساتھ سرکاری برتاؤ کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔(۷۲) انٹر نیشنل لاء (قانون بین الممالک) کے خاصے تفصیلی احکام ہمیں قرآن کریم سے ملتے ہیں، یہاں ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں، صرف اس قدر اشارہ کافی ہے کہ قرآن مجید میں انتقامی جنگ (۷۳)، معاہدات کی تعمیل (۷۴)، ہمدردانہ جنگ (۷۶)، فریق ثانی کی طرف سے معاہدہ شکنی کا خوف (۷۷)، مذہبی رواداری (۷۸)، غیر مسلم رعایا سے برتاؤ (۷۹)، قیدیوں سے برتاؤ (۸۰)، پناہ جوئیوں کو امن دینا (۸۱)، مفتوحہ اراضی کا انتظام (۸۲)، صلح کرنا (۸۳)، غیر جانبداری (۸۴)، وغیرہ امور کا اصولی ذکر ملتا ہے۔ (۸۵) فقہ کی ہر بنیادی کتاب میں کتاب السیر کے عنوان سے انٹر نیشنل لاء محفوظ ہیں۔امام محمد اور سرخسی کی شرح السیر الکبیر اور المبسوط وغیرہ عالمی نظام پر مفصل کتابیں ہیں۔

اسلام کا "عالمی نظام" اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

اسلام مکمل نظام زندگی، نظام حکومت اور عالمی نظام عطا کرتا ہے اور مسلمان سے تقاضا کرتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ۔ (۸۶) اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی قدم بقدم پیروی نہ کرو، آدھا تیتر آدھا بٹیر نہیں کہ کچھ قوانین اسلام کے قبول کرو کچھ فرنچ یا برٹش یہ سب لوگوں کے گھڑے ہوئے ظن و تخمین کی بنیاد پر تیار شدہ قوانین ہیں۔ اسی حقیقت پر قرآن کریم بار بار متنبہ کرتا ہے: اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَھْوَی الْاَنْفُسُ ۔ (۸۷) وہ جس چیز کی پیروی کرتے ہیں وہ بجز گمان و خواہشات نفس کے اور کچھ نہیں۔ وَمَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا (۸۸) ان کے پاس حقیقت کا کوئی علم نہیں وہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں، اور گمان کا حال یہ ہے کہ وہ حق کی ضرورت کو کچھ بھی پورا نہیں کرتا۔ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَھْوَآءَ ھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ (۸۹) مگر ظالموں نے اپنی خواہشات نفس کی پیروی کی بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی علم ہو۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ھُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ O ثَانِیَ عِطْفِہٖ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (۹۰) اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو تکبر کے ساتھ منہ موڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر کسی علم و ہدایت اور کتاب منیر کے جھگڑتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دے۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ (۹۱) اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جس نے اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کے بجائے اپنی خواہش کا اتباع کیا۔ علم یقینی عطا کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ دنیا میں صرف اسلام واحد مذہب ہے جو علم یقینی اور قانون فطرت کا حامل ہے، ارشاد ربانی ہے: یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۔ (۹۲) اے میرے ابا یقین جانئے کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا، لہٰذا آپ میری پیروی کیجئے، میں آپ کو سیدھے راستہ پر چلا دوں گا۔ وَلُوْطًا اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا (۹۳) اور لوطؑ کو ہم نے قوت فیصلہ اور علم بخشا۔ حضرت موسیٰ اور داؤدؑ اور سلیمان علیہم السلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے: وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَاسْتَوٰٓی اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا (۹۴) اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا اور پورا آدمی بن گیا تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا۔ وَکُلًّا اٰتَیْنَا حُکْمًا وَّعِلْمًا ۔ (۹۵) اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم عطا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جاتا ہے: وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَ ھُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (۹۶) اور اگر آپ ﷺ نے اس علم کے بعد جو آپ ﷺ کے پاس آیا ہے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ آپ کو بچانے والا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا۔ بظاہر خطاب نبی کو ہے لیکن حقیقتاً ساری انسانیت کو خبردار کیا گیا ہے، گویا اسلام کا عالمی نظام قائم کرنا امت مسلمہ کے فرائض میں شامل ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع اور عالمی نظام: خطبہ حجۃ الوداع اسلام کی طرف سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انسانیت کو عطا کیا گیا، نیو ورلڈ آرڈر ہے۔ حجۃ الوداع کے خطبے میں حضور صلی اللہ علیہ نے نیو ورلڈ آرڈر کا اشارہ دیا اور یہی ربط ہے اس کا اور آج کے نئے عالمی نظام کا۔ اس خطبے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"لوگو! جب اللہ تعالیٰ نے ابتداً زمین و آسمان کو کائنات پر پورے عالم کو پیدا فرمایا تھا تو عالم اپنی تخلیق کے ابتدائی زمانے میں جس نظام پر تھا، آج زمانہ اور عالم گردش کرتا کرتا پھر اسی نقطہ ابتداء پر آگیا ہے۔"

تو اس عالم کا دوبارہ اسی نقطہ ابتداء پر آجانا اور اسی موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نیا چارٹر عطاء فرمانا اس بات کی علامت تھا کہ آج چونکہ اس دور کا اور عالم انسانیت کی تاریخ کا ایک پوا دور ختم ہوا ہے اور دنیا کے نئے نظام کا پھر یہ نقطہ آغاز ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن خطبہ حجۃ الوداع کو نئے عالمی نظام کا نقطہ ابتداء قرار دیا۔ یعنی پچھلا نظام ختم کر دیا گیا، کیونکہ وہ نظام استحصالی ہو چکا تھا۔ اس نظام میں قبائل کی بالادستیاں، انسانوں کو غلام بنایا جانا، سودی نظام کے ذریعے معیشت اور لوگوں کا استحصال کرنا، قتل و غارت کرنا، امن عالم کو تباہ و برباد کرنا، قوت اور طاقت کے حصول کی دوڑ میں پڑنا، جیسی خرابیاں آچکی تھیں۔ اس موقع پر یعنی عالم اسلام کو نیو ورلڈ آرڈر عطاء کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگو خبردار! پچھلا عالمی نظام جو استحصال پر مبنی تھا، ظلم اور ناانصافی پر مبنی تھا، جبر و تشدد پر مبنی تھا، آج وہ دور جاہلیت کا نظام ختم ہو رہا ہے۔ اسے میں اپنے قدموں تلے روندرہا ہوں اور کائنات انسانی کو نیا عالمی نظام عطاء کر رہا ہوں"

دوسروں کے ورلڈ آرڈر تو "اولڈ" ہو جاتے ہیں، مگر تاجدار کائنات کا ورلڈ آرڈر قیامت کے دن تک نیو ورلڈ آرڈر ہی رہے گا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت نہ پرانی ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ تو جب تک نبوت و رسالت باقی ہے تب تک ہمارے نبی اور رسول ﷺ ہیں اور جب تک نبی اور رسول

ہیں اس وقت تک ان کا عطاء کردہ ورلڈ آرڈر بھی قائم ہے۔(۹۷)

اس اسلامک ورلڈ آرڈر کا سب سے اہم پہلو عالمی سطح پر قیام امن تھا۔ اقوام، ممالک اور قبائل ہمہ وقت قتل و غارت گری اور جنگ وجدال کے فساد انگیز عمل میں مبتلا رہتے تھے۔ قبائل میں لامتناہی جنگوں کے سلسلے جاری رہتے تھے، انسانی خون نہایت ارزاں ہو گیا تھا اور معمولی معمولی بات پر تلواریں نکل آتیں اور دیکھتے ہی دیکھتے نسلیں خون آشام منظر کی بھینٹ چڑھ جاتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہولناک حالات میں عالمی سطح پر قیام امن کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

"اے بنی نوع انسان! بے شک تمہاری جانیں اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں قیامت تک ایک دوسرے پر حرام کر دی گئی ہیں، جس طرح آج کے دن کی حرمت اور اس مہینہ کی حرمت تمہارے اس شہر میں برقرار ہے۔"(۹۸)

(جس میں تم ایک دوسرے کی بے حرمتی نہیں کر سکتے، اسی طرح تم کبھی ایک دوسرے کی جان و مال کی بے حرمتی بھی نہیں کر سکتے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو مزید ان الفاظ کے ذریعہ موکد فرمایا:

"خبردار تم میرے بعد پلٹ کر پھر گمراہ نہ ہو جانا یوں کہ ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنے لگ جانا (یہ سب سے بڑی گمراہی ہو گی)۔(۹۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی نسلوں، طبقوں اور معاشروں کی ایک دوسرے پر مصنوعی فضیلت و برتری کے سب دعووں کو ختم فرمادیا اور انسانی مساوات کا عالمی اعلان فرماکر ساتھ ہی باہمی فضیلت کا دائمی عادلانہ اصول بھی مقرر فرمادیا۔ ارشاد فرمایا:

"تمام بنی نوع انسان، آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے تخلیق کیے گئے تھے۔ اب فضیلت و برتری کے سارے (جھوٹے) دعوے، جان و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں۔ اے لوگو! تم سب کا رب ایک ہے، اور باپ بھی ایک ہے (اس وحدت نسل انسانی کے باعث تم سب برابر ہو) مگر تم میں بزرگ و برتر وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار (بہتر کردار کا مالک) ہے۔ پس کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں اور نہ ہی کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر برتری حاصل ہے ساری برتریاں، کردار و عمل پر مبنی ہیں۔(۱۰۰)

یہ مساوات انسانی کا وہ عالمی اصول تھا جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بین الاقوامی سطح پر جمہوری اور عادلانہ انسانی معاشرے کی بنیاد رکھی یہی اصول آگے چل کر عالمی جمہوریت کے قیام کا باعث بنا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ورلڈ آرڈر کے ذریعے سود کو استحصالی نظام قرار دے کر اسے کلیتًا مسترد بلکہ ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

"بے شک آج سے ہر قسم کا سود (اور سارا سودی نظام) منسوخ کیا جاتا ہے تم راس المال کے سوا نہ کچھ لے سکتے ہو اور نہ کچھ دے سکتے ہو۔ نہ تم سودی لین دین کی شکل میں ایک دوسرے پر ظلم کرو اور نہ قیامت کے دن تم پر ظلم کیا جائے گا۔ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ سود (اور اس پر مبنی ہر قسم کا اقتصادی استحصال) ممنوع ہے۔"(۱۰۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ عالمی نظام میں خواتین پر روا رکھے گئے تمام مظالم کے خاتمے کا اعلان فرمایا اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت فراہم کی۔ ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! بے شک تمہارے کچھ حقوق عورتوں پر واجب ہیں اور اسی طرح عورتوں کے کچھ حقوق تم پر واجب ہیں (ان کی پوری طرح حفاظت کرنا) عورتوں سے ہمیشہ بہتر سلوک کرنا اور عورتوں کے حقوق کے معاملے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔"(۱۰۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمی سطح پر عادلانہ اور غیر استحصالی انسانی معاشرہ قائم کرنے کے لئے یہ عظیم انقلابی اعلان بھی فرمایا:

"لوگو! زیردست انسانوں کا خیال رکھنا، انہیں وہی کچھ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور ایسا ہی پہناؤ جیسا تم خود پہنتے ہو"۔(۱۰۳)

اس اعلان نے عالمی نظام سے غلامی کے خاتمے کی بنیاد رکھ دی اور انسانی طبقات میں غیر فطری تفاوت کے خلاف انقلاب آفریں نظم وضع کر دیا۔ الغرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع کے ذریعے انسانیت کو ایسا نیو ورلڈ آرڈر (نیا عالمی نظام) عطاء فرمایا جو آج بھی زندہ و تابندہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج عالم اسلام عملاً اس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کر رہا ہے یا نہیں۔ اسلام کی تاریخ میں یہ نیو ورلڈ آرڈر آج بھی دنیا کو ایسے اصول فراہم کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے اس لئے امت مسلمہ کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کئے ہوئے ورلڈ آرڈر کی موجودگی میں کسی اور ورلڈ آرڈر کی ضرورت نہیں۔

(جاری ہے)